الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ
متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

MODE: **Regular**

Name	: **Albani Lucman**	Serial No	: **18506**
Address	: **Marawi City, Philippines**	Date	: **1/29/2013**
Subject	: **NAMAZ**	Contact No:	
Writer	: عبداللہ اسلم	Email	:

assalamo alaikm!!!

mera sawaal yeh hai keh, har farz namaz ki baad imam ijtimae dua kareen, iska kiya hukm hai? hamare haan taqriban iska mamool nahe hai, hum shafii wale hain isleye hum karte hain,likin yahan jadeed olama ahli hadeeth hain isleye woh loog karte nahe hain, lihadha agar ho sake to is masleh ko tawzeeh ke saath bayan farmaen ta keh mai apne masjid waloon ko samjha sakoon,. mufti naeemur rahman ko salaam..

albani lucman

السلام علیکم

میرا سوال یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد امام اجتماعی دعاء کرے اسکا کیا حکم ہے؟ ہمارے ہاں تقریبًا اسکا معمول نہیں ہے ہم شافعی والے ہیں اسلئے ہم کرتے ہیں لیکن یہاں جدید علماء اہل حدیث ہے اسلئے وہ لوگ کرتے نہیں ہے لہذا اگر ہو سکے تو اس مسئلے کو توضیح کے ساتھ بیان فرمائیں تاکہ میں اپنی مسجد والوں کو سمجھا سکوں، مفتی نعیم الرحمٰن کو سلام.. (البانی لقمان)

الجواب حامدًا ومصلیًا

فرض نمازوں کے بعد امام ومقتدی یا منفرد کا دعاء کرنا اور دعاء میں ہاتھ اٹھانا احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم وروایات فقہیہ سے ثابت ہے جو کہ سنت مستحبہ ہے، پس امام اور مقتدی اس سنت پر اگر عمل کریں تو ضمنًا خود بخود اجتماع ہو جائے گا اور یہ جائز ہے، ہاں دعاء آہستہ مانگنا افضل ہے کیونکہ قرآن وسنت میں اسکی ترغیب دی گئی ہے، اور اگر امام با آواز بلند دعاء کرے اور مقتدی اسپر آمین کہے تو تعلیمًا یہ بھی جائز ہے اور شرعًا اسمیں کوئی قباحت نہیں، کیونکہ فرائض کے بعد نفس دعاء اور دعاء میں ہاتھوں کا اٹھانا آمین کہنا اور دعاء کے ختم پر دونوں ہاتھوں کا چہرے پر پھیرنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے لہذا اسکو برا سمجھنا اور بدعت سیئہ کہنا صحیح نہیں۔

قال تعالیٰ فی التنزیل: "ادعونی أستجب لکم" وقال أیضًا "أجیب دعوۃ الداع إذا دعان" وعن أبی أمامۃ رضی اللہ عنہ قال: قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أی الدعاء أسمع؟ قال جوف اللیل الآخر، ودبر الصلوۃ المکتوبات، رواہ الترمذی (۵/۱)۔

وقال النوویؒ فی شرح المہذب: فرع: قد ذکرنا استحباب الذکر والدعاء للإمام والمأموم والمنفرد، وہو مستحب عقب کل الصلوۃ بلا خلاف (الی قولہ) بل الصواب إستحبابہ فی کل الصلوۃ، ویستحب أن یقبل علی الناس فیدعو واللہ أعلم آہ (۴۵۲/۳)۔

وفیہ أیضًا قال النووی رحمہ اللہ: اتفق الشافعی والأصحاب وغیرہم رحمہم اللہ علی أنہ یستحب ذکر اللہ تعالیٰ بعد السلام، ویستحب ذلک

(جاری ہے)

للإمام والمأموم والمنفرد والرجل والمرأة والمسافر وغيرهم، ويستحب أن يدعو أيضاً بعد السلام بالاتفاق وجاءت في هذه المواضع أحاديث كثيرة صحيحة في الذكر والدعاء قد جمعتها في كتاب الأذكار اهـ (۳/۴۶۸)-
وفي منهاج الطالبين- وتنقضي القدوة بسلام الإمام فللمأموم أن يشتغل بدعاء ونحوه ثم يسلم، (۱۵)-

واللہ أعلم بالصواب

البتہ مروجہ اجتماعی دعاء کہ امام ومقتدی سب ملکر ہی دعاء کریں، ابتداء بھی ایک ساتھ ہوتی ہے اس طور پر کہ امام، مؤذن افتتاحیہ چند کلمات "الحمد للہ" الی آخرہ وغیرہ اونچی آواز سے اداء کرتا ہے اور انتہا بھی ایک ساتھ ہوتی ہے جسکی بنا پر مقتدی امام کی دعاء کا انتظار کرتے رہتے ہیں اور امام سے پہلے اپنی دعاء ختم نہیں کر سکتے ہیں، اگر ختم کریں تو لوگوں میں یہ عمل معیوب سمجھا جاتا ہے، بعض مقامات پر تو امام کی جہری دعاء کے جواب میں باآواز بلند آمین یا دوسرے جوابی کلمات نہ بولنے والے کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور بعض مقامات پر مقتدی کو اپنی نماز سے فارغ ہو کر امام کی دعاء کے انتظار میں بیٹھنا پڑتا ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کا شریعت سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے اور قرون مشہود لہا بالخیر میں اسکا ثبوت نہیں ملتا۔ اسلئے یہ طریقہ من گھڑت اور بدعت ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

خلاصہ یہ کہ امام اور مقتدی کا اجتماع ایک ضمنی چیز ہے مقصودی نہیں لہذا اسکو اصل دعاء سے مزید بڑھانے کی کوشش کرنا اور ضروری سمجھنا درست نہیں بلکہ امام کو بھی اختیار ہے کہ جتنی دیر چاہے دعاء مانگے اور مقتدی کو بھی اختیار ہے، اس دعاء میں کوئی ایک دوسرے کا تابع نہیں۔ لہذا اگر مقتدی چاہے تو مختصر دعاء مانگ کر چلا جائے اور چاہے تو امام کے ساتھ دعاء ختم کرے اگر چاہے تو امام کی دعاء سے سے زیادہ دیر تک دعا مانگتا رہے ہر طرح جائز ہے، واللہ أعلم بالصواب

کتبہ
عبداللہ أسلم عفی عنہ وعن والدیہ
دار الإفتاء جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی
۲ رذی القعدة ۱۴۳۴ ھجریہ

الجواب صحیح
بندہ نادر جان غفر لہ
دار الافتاء جامعہ بنوریہ کراچی
۲ ر ذلقعدہ ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
[illegible]
دار الافتاء جامعہ بنوریہ
۲ ر ذلقعدہ ۱۴۳۴ھ

دار الافتاء
۱۸۵۰۶
۸/۱۱/۱۴۳۴ھ

۱۶۷۹/۱۳